تفسیر احمد

سُورَةُ الزَّلْزَلَةِ

جزء - 30

سوره «الزلزلة» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃالزلزال

جزء (30)

یہ سورہ مدینہ میں نازل ہوئی ، اس کی آٹھ آیتیں ہیں

وجہ تسمیہ:

اس سورت کو قیامت کے آنے سے پہلے شدید زلزلے کے ذکرکے ساتھ شروع ہونے کی وجہ سے زلزلہ یا زلزال کہاجاتاہے، یہ سورۃ النساء کے بعد نازل ہوئی ہے ۔

سورۃ الزلزال کا ربط و مناسبت سورۃ البینۃ کے ساتھ

سورہ بینہ میں مؤمنوں کے لیے جن انعامات اور کافروں کے لیے عذاب پر بحث کی گئی ہے، اس سورت میں یہ بتادیاگیا کہ: اب وہ وعدہ اور اس کے اثرات آچکے ہیں ، سفید چہرے اور سیاہ چہرے اس دن کسی کا چہرہ ڈھکا چھپا نہیں ہوگا (سورہ آل عمران: ۱۰۶ اور ۱۰۷)۔

یہ سورہ بنیادی طورپر تین محوروں کے گرد گھومتی ہے: پہلے مرحلے میں "اشراط السّاعۃ " قیامت کی نشانیوں سے بحث شروع ہوئی ہے ، جو انسانوں کے تمام اعمال کے بارے میں بتاتی ہے ۔

دوسرے حصےمیں ، لوگوں کو دوگروہوں میں تقسیم کرنا، "اچھے " اور "برے" اور یہ کہ ہر شخص اپنے اعمال کا پھل حاصل کرے گا ۔

اس سورت کی آیات ، الفاظ اور حروف کی تعداد

اس سورت کا ایک (۱) رکوع ، آٹھ (۸) آیتیں ، سینتیس (۳۷) الفاظ ، ایک سو اٹھاون (۱۵۸) حروف اور تیریاسی (۸۳) نقطے ہیں۔

(یادر ہے کہ سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، اس کی تفصیل کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)

سورۃ الزلزال کے نزول کا وقت

سورۃ "زلزلہ" مکی ہے یا مدنی اس میں علما ء کا اختلاف ہے، ابن سعود، عطاء، جابر اور مجاہد کہتے ہیں: یہ سورت مکی ہے، اور ابن عباسؓ کا ایک قول بھی اس کی تصدیق کرتاہے، قتادہ اور مقاتل کہتے ہیں : یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی ہے، ابن عبا سؓ کا ایک اور قول اس کے مدنی ہونے کی تصدیق میں نقل ہوا ہے، اس کے مدنی ہونے پر ابو سعید خدریؓ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں جو کہ ابن أبی حاتم نے ان سے نقل کی ہے کہ

جب "فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ " آیتیں نازل ہوئیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! کیا میں اپنے سارے اعمال دیکھ سکوں گا؟ فرمایا: ہاں ! پھر میں نے عرض کیا اور چھوٹے چھوٹے گناہ بھی ؟ آپ نے فرمایا: ہاں ! اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ پس میں تو ہلاک ہوگیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو سعید! مایوس نہ ہو، ہرنیکی اپنی طرح دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے، اس سورت کے مدنی ہونے کے بارے میں اس حدیث سے استدلال کی بنیاد یہ ہے کہ ابو سعید خدریؓ اہل مدینہ میں سے تھے، اور وہ غزوہ احد کے بعد بلوغت کی عمر کو پہنچے تھے۔

لهذا اگر یه سوره اس وقت نازل هوئی جب وه بطور مسلمان رسول الله صلی الله علیه وسلم کے ساتھ تھے جیساکه ان کی اس بات سے معلوم هوتاهے تو یہ سورت مدنی ہونی چاهیے۔

سورت کا سبب نزول

سوره "زلزال" کے نزول کی وجه یه تهی که کفارنے قیامت اور حساب کے بارے میں بهت کچھ پوچها اور کها: "اَيَّانَ يَوۡمُ الۡقِيٰمَةِ"، (قیامت کا دن کب هے؟) (سوره القیامه: 6) اور اسی طرح کے دیگر سوالات تھے اس بارے میں، چنانچه اس سوره میں خدا تعالی نے ان سے قیامت کی نشانیوں کے بارے میں بات کی ، نه که اس کے وقت کے بارے میں ، تا که وه جان لیں کہ قیامت کا علم صرف اسی کے پاس هے، اس کا وقت معین کرنے کا ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

سوره زلزال کی فضیلت

اس سورت کی فضیلت کے بارے میں احادیث موجو دهیں جن میں سے درج ذیل حدیث انس بن مالک رضی الله عنه سے روایت هے کهتے هیں رسول الله صلی الله علیه وسلم نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی سے فرمایا: اے فلاں ! کیا تم شادی شده هو؟ اس نے کها : یارسول الله ! میں خدا کی قسم کهاکر کهتاهوں که میرے پاس شادی کے لیے کچھ نهیں هے ، آپؐ نے پوچها: کیا "قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" تیرے پاس نهیں هے؟ کها: کیوں نهیں؟ آپ نے فرمایا: یه سوره قرآن کا "ثلث" ایک تهائی حصه هے، فرمایا: "اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ" تیرے پاس نهیں هے؟ کها: کیوں نهیں، فرمایا: یه سوره بهی قرآن کا رُبع هے ، فرمایا: "اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا" تیرےپاس نهیں هے ؟ کها: کیوں نهیں، فرمایا: یه سوره بهی قرآن کا چوتهائی حصه هے، پهرفرمایا تم شادی کرلو" .

اسی طرح دوسری حدیث میں : حضرت انس اور ابن عباس رضی الله عنه سے روایت هےکه رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: سوره "زلزال" قرآن کا آدھا حصه هے، اور "اخلاص" قرآن کا ایک تہائی حصه هے ، اور "کافرون" قرآن کا چوتھائی حصه هے، (رواه النسائی وابن ماجه)۔

سوره زلزال کا پیغام

1 - قیامت کے موقع پر زمین میں ایک بڑے زلزلے کا آنا قطعی اور لازمی بات هے، "اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا " (کیونکه لفظ "اذا" اس معاملے میں استعمال هوتاهےجو یقینی هو)۔

2 - یامت جسمانی هے، صرف روحانی نہیں ہے (انسانی جسم جو زمین میں دفن هیں ، وه قیامت کو نکلیں گے) "اَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا" ۔

3 - قیامت انسان کے لیے حیرت کا دن هے، "قَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا "۔

4 - زمین بھی شعور رکھتی هے: "یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا" ۔

5 - زمین قیامت کے گواهوں میں سےهے : یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ"۔

6 - قیامت میں هرقسم کے انکار کا راسته بند هے، "لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ"۔

7 - خدا کے انصاف کی عدالت میں تمام لوگ برابر هیں، "فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ..... وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ " ۔

8 - عذاب اور انعامات الله کی طرف سے عمل پر منحصر هیں ۔

9 - عمل چاهے چھوٹاهی کیوں نه هو، اس کا بھی حساب وکتاب هے؛ لهذا نه گناهوں کو چھوٹا سمجھیں اور نه عبادت کو "فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ" ۔

10 - اس دن عملِ مجسّم کو دیکھنا خود عذاب یا لذت هے ۔

سورة الزلزال کے مشتملات

عام طورپر اس سورت میں جن موضوعات کو زیربحث یا گیاهے وه هیں: قیامت کے وقت زمین پر هولناک زلزلے کا واقع هونا، جس میں یه حقیقت بیان کی گئی هے که قیامت کے وقت اور شدید زلزلہ آنے کے ساتھ زمین اپنا بوجھ با هر پھینک دے گی، وه بوجھ جو بهت سے مفسرین کے مطابق تو لوگوں کی وه بڑی تعداد هے، جو قبروں سے اٹھے گی، اس حقیقت کی طرف اشاره هے که اس دن انسان واقعات کی وجه دریافت کرے گا، اس حقیقت کی صراحت یہ هے که زمین اپنا سب کچھ بتادےگی ، اس عظیم دن کی خبریں اس حقیقت کی طرف اشاره کرتی هیں که اس دن کے واقعات خدا کی طرف سے هیں، انسان مختلف گروهوں کی شکل میں قبروں سے زنده هوکراٹھیں گے، اس دن

کےانسانی اعمال کا صحیح حساب ہوگا اور یه که ہرکوئی اپنے عمل کو یہاں تک ایک ذرہ کے مطابق ہو ان کے نتائج دیکھ لے گا۔

سورہ مبارکه کے اهم ترین محوروں میں سے ایک "زلزله" هے ، یه قیامت کے دن کے وحشت ناک زلزلے کی طرف اشارہ هے ، جس کے بارے میں کہا جاتاهے که یه پہلی صور هے، اس دن ان واقعات سے لوگ حیران رہ جائیں گے، سورۃ الزلزال کے اس حصه کا پیغام یه هے که اس دن کے آنے سے پہلے مؤمنین کو چاهیے که وہ خود کو قیامت کے محشر پر حاضر هونے کے لیے تیار کرلیں، سورہ زلزال کے دوسرے حصے میں قیامت کے دن انسان کے اپنے اعمال کے بارے میں بتایاگیاهے، درحقیقت قیامت کا حساب بهت درست هوگا، پس انسانوں کو اپنے اعمال کے بارے میں محتاط رهنا چاهیے۔

یہ سورت زمین کو اعمال کے گواہوں میں سے ایک کے طور پر متعارف کراتی ہے اور سورہ زلزلہ اپنے مخاطبین پر بہت اچھا اثر چھوڑتی ہے ، کیونکہ اگر کوئی اس حقیقت کی طرف توجہ کرے کہ جس زمین پر وہ کھڑا ہے اور اس کے ارد گرد موجود درخت ، پہاڑ اور دیگر چیزیں اس کی تمام حرکات و سکنات کو جاگتی آنکھوں کی طرح محفوظ کررہی ہیں ۔

اور ایک دن وہ اس کے خلاف گواہی دیں گی تو ، وہ اپنے آپ کو کبھی تنہا نہیں سمجھے گا اور کبھی گناہ کرنے کی ہمت نہیں کرے گا ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ الزلزال

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۙ۝۱ وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۙ۝۲ وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۚ۝۳ يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ۙ۝۴ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا ؕ۝۵ يَوۡمَئِذٍ يَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ۝ لِّيُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ؕ۝۶ فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ؕ۝۷ وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

سورت کا ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ	شروع کرتاھوں اللہ کے نام سے جوبڑا مھربان نہایت رحم والاھے
اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۙ۝۱	جب نفخہ اولی میں زمین پوری شدت سے اور مسلسل ہلا دی جائے گی
وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۙ۝۲	اور زمین اپنے اندر کا بوجھ نکال باہر ڈال دے گی
وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۚ۝۳	اور انسان کہے گا اس کو کیا ہوگیا ہے ؟
يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ۙ۝۴	اس روز وہ اپنے حالات بیان کرے گی
بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا ؕ۝۵	اس لیے کہ تیرے رب نے اسے حکم دیاہے
يَوۡمَئِذٍ يَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ۝ لِّيُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ؕ۝۶	اس دن لوگ گروہ گروہ ہوکر آئیں گے تا کہ ان کو ان کے اعمال دکھادیے جائیں
فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ؕ۝۷	توجس نے ذرہ بھر نیکی کی ھوگی وہ اس کو دیکھ لے گا
وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸	اور جس نے ذرہ برابر برئی کی ھوگی وہ اسے دیکھ لے گا

سورۃ زلزلہ کی تفسیر

اس سورہ کی مبارک آیات میں ؛ قیامت کی آمد کی نشانیاں ، نیکی اور بدی کا بدلہ جیسے مو ضوعات کے بارے میں بحث کی گئی ہے ۔

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۙ۝۱	جب نفخہ اولی میں زمین پوری شدت سے اور مسلسل ہلا دی جائے گی

جب زمین سختی سے جھٹکے کھائی گی اور پوری طرح ہلائی جائے گی اور اس کے پہاڑیاں تتر بتر ہوجائیں گے، اور اسکے ٹیلے ہموار

ہوجائیں گے، اور زمین بغیر فراز و نشیب کے صاف چٹیل میدان بن جائے گی ۔

اور زمین اپنا بوجھ اتاردے گی اور انسان خود سے کہے گا کہ : زمین کو کیا ہوگیا ہے ؟ (یوں زمین کانپے گی) اس دن زمین اپنی خبریں سنائے گی ، کیونکہ تمہارے رب نے اس کو وحی بھیجی ہے ، اس دن لوگ بکھرے انداز میں قبروں سے نکلیں گے ، تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں ، پس جس نے ذرہ بھر نیکیاں کی ہو اسے دیکھ لے گا ،اور جس نے ذرہ بھر برائیاں کی ہو وہ اسے دیکھ لے گا ۔

"إذا ..." قیامت کے شدید زلزلہ کی طرف اشارہ ہے ، (مراجعہ کیا جائے : (سورہ حج :۱)

لفظ " زلزلت " یعنی : وہ شدت سے لرزگیا اور پریشان ہوا، زمین اپنے اس بڑے زلزلے سے بہت زیادہ غیر متوازن ہوجائے گی ، جو اس کا آ خری جھٹکا ہوگا ، یہ قیامت کے زلزلے کی نوعیت ہے ، دنیا کے زلزلے اس کی چھوٹی اور محدود مثالیں ہیں ۔

" زلزالها" وہ زلزلہ جو زمین کے ساتھ مخصوص ہے ،اور کس طرح ہے اور کتنا شدید ہے رب عظیم کو معلوم ہے، سورہ کا آغاز زمین پر آنے والے زلزلے کی خبر سے ہوتاہے ، جو دنیا کے زلزلوں سے مختلف ہوگا، کیونکہ دنیامیں زلزلہ عارضی اور قلیل مدتی ہوتاہے ، اور اس سے جو نقصان ہوتا ہے وہ وقتی اور مقامی ہوتاہے ، لیکن قیامت کا زلزلہ مکمل اور بڑ ی شدت اور مکمل مربوط نقصان کے ساتھ ہوگا ، انسان اس وقت مدہوش لوگو ں کی طرح ہوں گے، جب کہ وہ مدہو ش نہیں ہوں گے ، اللہ تعالی فرماتاہے : " وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمۡ بِسُكٰرٰى" (الحج :۲) (اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھوگے ، جب کہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے) ۔

روایات اور بہت سی تفاسیر اور علما اسلام کی تشریحات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ : مد فون چیزیں پہلے نکلیں گی ، لیکن یہ ممکن ہے کہ قیامت کے دن سے پہلے جو چیزیں باہر نکلیں ، وہ وقت کے ساتھ ساتھ زمین کے نیچے دب جائیں اور پھر قیامت کے دن باہر نکل آ ئیں، قیامت کے دن شاید مدفو ن چیزوں کے ظاہر ہونے کی حکمت یہ ہے کہ دولت کے چاہنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ مال و دولت بیکار ہے ، اور انسان (کافر یہ صورت حال دیکھ کر) کہے گا کہ کیا ہوا ہے کہ زمین اس طرح لرزرہی ہے وہ تمام اچھی

اور بری باتوں کا اظہار کرے گی ، کیونکہ اس کو عظیم رب کی ہدایت اورحکم اسی طرح ہوگا۔

ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں مر فوع حدیث ہے کہ جس نے زمین پر کوئی عمل کیا ہو ، وہ عمل اچھا ہو یا برا ، زمین اسے ایک ایک کرکے بیان کرے گی ، اور یہ اس کی دلیل اور گواہی ہے ، اس دن لوگو ں کے مختلف گروہ بن کر (حسا ب و کتاب کی جگہ) آئیں گے ، جو لوگ حساب سے فارغ ہو چکے ہوں گے وہ حساب کی جگہ سےواپس آجائیں گے ، کچھ جنتی اور کچھ دوزخی ، جنتی جنت میں جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں جائیں گے، تاکہ وہ اپنی حیثیت دیکھ سکیں ، پس جس نے دنیا میں ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا ، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا ، بشرطیکہ اس وقت تک برائی اور خیر باقی رہے ، ممکن ہے کہ کفر کی وجہ سے نیکی ضائع ہوجائے ، یا ایمان اور توبہ کی وجہ سے برائی معاف ہو جائے ، یہ اس میں شامل نہیں ہوگا ، کیونکہ نہ باطل شدہ نیکی نیکی کہلا ئے گی اور نہ معاف کی گئی برائی برائی رہے گی اس حشر کے میدان میں وہ سامنے نہیں آئیں گی ۔

امام بخاری ؒ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے وقت اور اس کی نشانیو ں میں سے ایک کے بارے میں فرمایا : قیامت قا ئم نہ ہوگی حتی کہ علم اٹھا لیا جائے گا ،زلزلے بکثرت آئیں گے ، وقت کم ہوتا جائیگا ، فتنوں کا ظہور ہوگا اور قتل و غارت عام ہوگی یہاں تک کہ تمہارے ہاں مال و دولت کی بہتات ہوگی ، یعنی وہ عام ہوجائے گی۔ (بخاری :حدیث نمبر ۹۸۹)

قیامت کے اس بڑے زلزلے کے تصور کو سورہ حج کی آیت کافی حد تک مزید واضح کرتی ہے ، وہ یوم جزا جس میں اللہ سبحان وتعالی نے کفار کو عذاب دینے کا وعدہ کیا ہے اور فرمایا ہے ، : " يَآَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ ○ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ○۱" (سورہ الحج) ترجمہ (اے لوگو اپنے رب سے ڈرو ، بیشک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے

وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ○۲	اور زمین اپنے اندر کا بوجھ نکال باہر ڈال دے گی

اور زمین اپنے اندر کے خزانوں اور مردوں کو دوسرے نفخہ میں باہر پھینک دے گی ، زمین کے بوجھ سے مراد انسان ہے، وہی فرض شناس مخلوق مراد ہے جو زمین و آسمان کے برابر وسیع جنت کے لیے پیدا کی گئی ہے، وہ کافی وزنی اور بھاری ہے، کیونکہ اس نے امانت کو قبول کیا ہے، اور خدا نے زمین اور آسمان کو اس کے لیے مسخر کردیا ہے ، اور اسے زمین پر اپنا جانشین بنایا

کہ اگر اس کی عقل اس کی خواہش پر غالب آجائے تو فرشتوں سے افضل ہے ، اور اگر اس کی ہوس اس کی عقل پر غالب آجائے تو یہ جانوروں سے بھی کمتر ہے -

امام طبری اپنی تفسیر کی جلد : ۳۰ صفحہ : ۲٦٥ پر لکھتے ہیں : زمین تمام مردوں کے جسموں کو زندہ شکل میں پھینک دے گی ، اور زمین کے اندر موجود مردے اس پر بھاری پڑجائیں گے ، ابن عباس ؓ نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ : وہ اپنے اندر موجود مردوں کو نکال دے گی، اور منذر ابن سعید فرماتے ہیں : یعنی اپنے پیٹ میں مدفون مردے باہر نکالے گی ، (آلوسی : 30 /209) ابن کثیر نے اپنی تفسیر کی جلد : 4،صفحہ 540 میں لکھا ہے : (یعنی مردوں میں سے جو کچھ زمین میں ہے اسے باہر پھینک دے گی، سلف میں سے کئی لوگوں کی یہی رائے ہے) مسلم اور ترمذی کی حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرة ؓ سے مروی ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا : "تلقى الأرض أفلاذ كبدها أمثال الاسطوان من الذهب والفضة فيجيء القاتل فيقول: في هذا قتلت، و يجيء القاطع فيقول: في هذا قطعت رحمي ويجيء السارق فيقول: في هذا قطعت يدي، ثم يدعونه فلا يأخذون منه شيئا"-

ترجمہ : " زمین اپنے جگر کے ٹکڑے سونے اور چاندی کے ستونوں کی صورت میں اگل دے گی تو قاتل آئے گا اور کہے گا کیا اس کی خاطر میں نے قتل کیاتھا ؟ رشتہ داری توڑنے والا آکر کہے گا : کیا اس کے سبب میں نے قطع رحمی کی تھی؟ چور آکر کہے گا : کیا اس کے سبب میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا ؟ پھر وہ اس مال کو چھوڑ دیں گے ، اور اس میں سے کچھ نہیں لیں گے" یہ بات قابل ذکر ہے کہ زمین دوسرے نفخہ میں مردے باہر پھینک دے گی ، "اثقال " ثقل کی جمع ، بھاری بوجھ ، اس سے مراد تمام لاوا ، مدفون چیزیں ، خزانے اور مردے اور ان کے علاوہ ہیں جنہیں زمین قیامت کے دن باہر پھینکے گی، جیسا کہ سورہ انشقاق کی آیت " 4" میں فرماتا ہے : وَاَلۡقَتۡ مَا فِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ ۙ۝۴ (اسی طرح ملاحظہ ہوں سورہ:عنکبوت آیۃ "3" اور سورہ نحل : 7)-

وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۚ۝۳	اور انسان کہے گا اس کو کیا ہوگیا ہے ؟

انسان کا یہ کہنا حیرت اور خوف سے ہے ، : الۡاِنۡسَانُ : ایک انسان جو زمین کے غیر معمولی جھٹکے اور خوفناک تبدیلیوں کو دیکھےگا ، تو وہ اپنے آپ سے کہےگا " مالها " زمین پر کیا گزررہی ہے ؟ اسے کیا ہوگیا ہے ، زمین پر کونسی آفت آئی ہے، کونسی مصیبت میں گرفتار ہے ، جو اتنے زور سے ہل رہی ہے، اور اپنے پیٹ میں موجود ہر چیز کو باہر پھینک رہی ہے؟ اس میں

کوئی شک نہیں کہ اس سوال کرنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا، البتہ مومن آدمی اس کا علم اور آگاہی رکھتا ہے ، کیونکہ یہ اس کے عقیدے کا حصہ ہے، اکثر مفسرین کے قول کے مطابق اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس دن کے خوف و ہراس کو سمجھتے ہیں لیکن مومن نہیں ہیں اور قیامت کی نشانیاں صرف روئے زمین کے بد ترین لوگوں کے لیے ظاہر ہوں گی ، اور اہل ایمان اور وہ بھی جن کے دلوں میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے صحیح حدیث کے مندرجات کے مطابق قیامت سے پہلے ان کی جان ہوا کے جھونکے سے لی جائے گی، اور وہ قیامت کا خوف و ہراس محسوس نہیں کریں گے، اور جب وہ بیدار ہوں گے تو موجودہ حالات سے حیران نہیں ہوں گے ، کیونکہ (مومنین) سے اس دنیا میں وعدہ کیا گیاتھا، کہ ایساہی کچھ ہوگا، جیساکہ حدیث مبارک میں ہے: "يَبۡعَثُ اللهُ رِيحًا كَرِيحِ الۡمِسۡكِ مَسُّهَا مَسُّ الۡحَرِيرِ، فَلَا تَتۡرُكُ نَفۡسًا فِي قَلۡبِهِ مِثۡقَالُ حَبَّةٍ مِنَ الۡإِيمَانِ إِلَّا قَبَضَتۡهُ، ثُمَّ يَبۡقَى شِرَارُ النَّاسِ عَلَيۡهِمۡ تَقُومُ السَّاعَةُ (مسلم :1924 اور 2937 اور 2940) "

يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا ۝٤	اس روز وہ اپنے حالات بیان کرے گی

اس دن جو قیامت کا آغاز ہے ، زمین اپنے باشندوں اور اپنے لوگوں کے اچھے ، برے اعمال کی خبریں بہ زبان حال و قال بتائے گی ، کہ اس پر کیا گزر رہی ہے۔

"يَوۡمَئِذٍ" : اس دن "إذا" سے بدل ھے ، "تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا " اس دن زمین اپنے مالک کو اپنی اچھی اور بری خبریں سنائے گی ، یہ بولنا اور بیان کرنا یا تو به زبان حال وقال ھے (یعنی زبان کے ذریعه الفاظ کی ادائیگی کے ساتھ) اور زمین انسانی اعمال کی گواہ اور دیکھنے والی ھے ، یایه که به زبان حال ھوگا، یعنی اس وقت زمین کی جو حالت ھوگی وہ ھرچیز بیان کرے گی۔

اور اس دن صحیح اور غلط ظاھر ھوجائیں گے، "أَخۡبَارَهَا " زمین کی خبریں ، وہ کیفیت اور حالات جو اس وقت آنکھوں کے سامنے نظر آئیں گے، یا اس پر لوگوں نے جو اعمال کیے تھے، اب یه اس کی گواھی دے گی، کیونکه دنیا میں ھرچیز لکھا ھوا محفوظ ھے .

واضح رھے که انسانی اعمال کے گواھوں میں سے ایک گواہ زمین بھی ھے، زمین پر انسان جو کچھ بھی کرتاھے، خواہ براھو یا اچھا، زمین اس کی گواھی دے گی، اس نے جو کچھ بھی کیا ھے چاھے اطاعت ھو یا نافرمانی۔

حضرت ابوھریرہ کی ایک روایت میں ھے که رسو لاللہ صلی الله علیه وسلم نے آیت : "يَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخۡبَارَهَا" کی تلاوت کی، اور فرمایا: کیا تم جانتے ھو

زمین کی خبریں کیا ھیں؟ انھوں نے کہا: الله اور رسول ھی بهتر جانتے ھیں، آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: اس کی خبر یه ھےکه وه ھرایک مرد اور عورت کے کیے کی گواھی دےگی، که اس پر کیا عمل انجام دیے گئے تھے، اور کھے گی که: فلان نے فلان دن فلان کام کیا تھا، اس کی خبریں اس طرح کی ھوں گی" (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کها ھے: یه حسن صحیح ھے۔

دوسری حدیث میں آیاھے: زمین سے بچو اور شرم کرو، کیونکه زمین تمھاری ماں ھے ، اور زمین پر جو کوئی اچھا یا برا کام کرتاھے، وه اس کے متعلق خبر دے گی (طبری نے اسے معجم میں روایت کیا ھے)۔

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَاؕ ○	اس لیے که تیرے رب نے اسے حکم دیاہے

که وه کیا سنے اور کیا کھے، اس کا مطلب یه ھے که خدا نے زمین کو بولنے کے قابل بنایا اور کلام کا حکم دیا، "بِاَنَّ رَبَّكَ اَوۡحٰى لَهَا" باء ، سببیه ھے ، "اَوۡحٰى" پیغام بھیجا ، حکم دیا (رجوع کریں ، سوره نحل : 67) تا که اس پر پیش آنے والے تمام واقعات بیان کرے، پھر نافرمان اور گنهگار کی شکایت کرکے اس پرگواھی دے گی، او ر مطیع و فرمانبردار کا شکریه ادا کر که اس کی تعریف کرے گی۔

يَوۡمَئِذٍ يَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۙ○ لِّيُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ؕ○	اس دن لوگ گروه گروه هوکر آئیں گے تا که ان کو ان کے اعمال دکھادیے جائیں

اس دن لوگ بکھرے ھوئے نکلیں گے اور محشر میں جائیں گے ، تاکه اپنے اعمال کے نتائج دیکھ لیں، یعنی: ایک ایک کرکے، الگ الگ، بغیر اجتما ع کے، ھم خیال ، ساتھی ، دوست، شور وغل، جھگڑا اور تکبر کے بغیر، اس حقیقت کے باجود که الله سبحانه وتعالی نےسوره یاسین کی آیت "65" میں بیان کیا ھے: "آج ھم ان کے منه پر مهرلگائیں گے، اور ان کے ھاتھ ھم سے بات کریں گے، ان کے پاؤں ان کے اعمال کی گواھی دیں گے"۔

"يَّصۡدُرُ ": قبر سے باھر آئیں گے، "اَشۡتَاتًا" شتیت کی جمع، بکھرے ھوئے، اس سے مراد گروه، گروه اور ایک ایک فرد ھے، اور یه حال ھے ، علماء کی رائے کے مطابق "اَشۡتَاتًا" شتیت کی جمع ، بکھرے ھوئے، اس سے مراد گروه ، گروه اور ایک ایک فرد ھے، اوریه حال ھے، علماء کی رائے کے مطابق "أشتاتاً" تین معنوں میں استعمال ھواھے:

1 - منتشر اور اکیلا، کچھ دائیں طرف جا اور کچھ بائیں طرف جائیں گے ، اور ھرایک اکیلا ھوگا ۔

2 - مسلمان ایک طرف اور کافر دوسری طرف جائیں گے ۔

3 - هرگروه اور قوم اپنے ساتھیوں اور رهنماؤں کے ساتھ؛ مشرک کے ساتھ مشرک ، سود خور کے ساتھ سود خور ، "لِّيُرَوۡا۟ أَعۡمَٰلَهُمۡ " تاکه اپنے اعمال کا صله دیکھیں، که وه جنتی هیں یا جهنمی ، یعنی : وه لوگ اس جگه جائیں گے جهاں ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں گے، تا که وه ان کو دیکھیں، اور اپنی سزا کا سامنا کریں، بعض اوقات انسان کو اپنے اعمال کا سامنا کرنا کسی بھی سزا سے زیاده مشکل اور تکلیف ده محسوس هوتاهے ، کچھ چیزیں ایسی هیں جن کو دیکھنے سے لوگ گریز کرتے هیں اور ان کا سامنا کرنےسے کتراتے هیں ۔

مفسرین لکھتے هیں: قیامت کے دن لوگ اپنی قبروں سے مختلف اور پراگنده حالت میں حساب کے مقام اور محل کی طرف نکلیں گے، ان میں سے کچھ مامون اور محفوظ هوں گی، اور کچھ خوفزده ، کچھ اهل جنت کے رنگ میں هوں گے، اور کچھ اہل جہنم کے رنگ میں ہوں گے، جوکه روسیاه هوں گے، کچھ دائیں طرف مڑیں گے اور کچھ بائیں طرف، جیساکه وه اپنےدنیا میں مذاهب اور طریقوں میں بٹے هوئے تھے ۔

مفسر ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے هیں: که لوگ گروه گروه کے طور پر حساب کے مقام کی طرف لوٹیں گے، یعنی : جب که وه مختلف اقسام اور گروهوں میں بٹے هوئے هوں گے: شقی سے سعید اور جنتی سے دوزخی تک ، هاں ! وه واپس آئیں گے: "تا که ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں" یعنی : تاکه الله تعالی ان کے سامنے ان کے اعمال پیش کرے، اور ان سے کهے: یه تم هو اور یه تمهارے اعمال ، یا اس کا مفهوم یه هے که : تا که الله تعالی ان کو ان کے اعمال کے نتائج دکھائے، اعمال نه صرف لکھے گئے هیں بلکه دیکھےجا سکیں گے ، که انهوں نے کون سے گناه ، یاکون سے اچھے کام کیے هیں ، انسان اپنے تمام چھوٹے بڑے کاموں اور گناهوں کو دیکھ کر ان کا اعتراف کرے گا ۔

یہاں عمل کی سزا کی بحث نهیں هے، یہ نهیں کها که:" لیرواجزاءهم" بلکه کسی کمی بیشی کے بغیر ان کے اعمال بالکل درست اور مکمل طور پر ان کو دکھا ئے جائیں گے، سوره آل عمران میں الله تعالی قیامت کے منظر اور انسانوں کے اعمال کی تصویر کشی کرتے هوئے فرماتاہے: "يَوۡمَ تَجِدُ كُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَيۡرٍ مُّحۡضَرً‌ا ۛ ۚ○" (سوره آل عمران: 30) وه دن آئے گا جب هراس شخص کو جس نے کوئی کام کیا هوگا وه سامنے لاکر اسے دکھا یا جائے گا،

لفظ "مُّحۡضَرً" یهی ھے، مُّحۡضَرً کا مطلب درحقیقت ان چیزوں کو زنده کرناھے جو انسان کے خیال میں اس نے کیے ھیں، اور دوسرے لفظوں میں غائب هوکر ختم هوئےھیں، اور قرآن کے تعبیر کے مطابق اڑگئے ھیں: جیساکه قرآن کریم کی ایک اور آیت میں ھے: " وَكُلَّ اِنۡسَانٍ اَلۡزَمۡنٰهُ طٰۤٮِٕرَهٗ فِىۡ عُنُقِهٖ‌ؕ ○" هروه عمل جو انسان نے کیاھے ، اس کو جمع کرکہ اس کے ساتھ شامل کریں گے (طائر کا معنی: پرنده ھے، اس سے مراد اعمال نامه ھے)۔

"اَلۡزَمۡنٰهُ" کا معنی ہے هم نے اس سے جوڑ دیا، "فِىۡ عُنُقِهٖ‌ؕ○اس کی گردن میں" وه اعمال جو اس نے کیے ھیں اور سمجھتاھے که وه ختم هوگئے ہیں، ایسا نهیں ھے ، بلکه ہر قول وفعل محفوظ کیا جاتاھے ۔

فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَّرَهٗ ؕ○	توجس نے ذره بھر نیکی کی هوگی وه اس کو دیکھ لے گا
وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ٨○	اور جس نے ذره برابر برئی کی هوگی وه اسے دیکھ لے گا

"مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ" مٹی کے ایک ذرے کے برابر، بعض اسے ایک چھوٹی چیونٹی کہتے ھیں جو عربوں میں ایک علامت ھے (ملاحظه هو : سوره نساء : 4 ، سوره یونس : 6)۔

اهل علم بھی لفظ "ذره" کے بارے میں لکھتے ھیں که : "ذره" وه گرد وغبار ھے جو سورج کی شعاعوں میں نظر آتاھے، اور ابن عباس رضی الله عنه فرماتے ھیں: اگر تم اپنے هتھیلی کو زمین پر رکھو اور پھر اسے اٹھاؤ تو مٹی کا هر وه حصه جو تمهارے هاتھ سے چپک جائے ایک ذره ھے ، (مسلم) ۔

مفسر قرطبی فرماتے ھیں: الله نے یه مثال اس لیے دی تاکه یه بتائے که وه اولاد آدم کے کسی بھی چھوٹے، بڑے عمل سے لاعلم نهیں ھے، "إِنَّ اللهَ لايظلم مثقال ذرّة" کے مطابق ھے (ترمذی)۔

لفظ ذرّه کے بارے میں علماء کی رائے

1 - چھوٹی بھوری چیونٹیاں ۔
2 - ریت کے ذرات
3 - وه گرد وغبار جو سورج کی شعاعوں کے ساتھ دن کی روشنی میں نظر آتاھے ۔
4 - ذره سے مراد هروه چیز بهت کم ، اور بهت کم نیکی ، یهاں تک که ایک مسکراهٹ بھی، اعمال کےزمرے میں شمار کی جائے گی، اور اس کا بدله دیاجائے گا ، "فَمَنۡ يَّعۡمَلۡ..... وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ" آیات مبارکه کا مفهوم یه بتاتاھے که

: اللہ تعالی کی طرف سے دی جانے والی جزا اور سزا عمل کے بنیاد پرھے، عمل چاھے جتنے بھی چھوٹے کیوں نہ ھوں، اس کا حساب وکتاب موجود ھوگا، اس لیے ھمیں نہ گناھوں کو چھوٹا سمجھنا چاھیے اور نہ عبادات کو، اس کے ساتھ ساتھ اس دن عمل کا تجسم اور اس کو دیکھنا یا توعذاب ھے یا لذت، حدیث شریف میں ھے: قیامت کے دن کوئی نہیں ھوگا، مگر خود کو ملامت کرے گا، کیونکہ اگر وہ نیک ھے تو خود سے کھے گا کہ میں نے اپنی نیکیوں میں اضافہ کیوں نہیں کیا، اوراگر اس کے علاوہ ھے تو کھے گا: میں نے گناہ کیوں نہیں چھوڑے؟ یہ حالت ثواب اور عتاب کو دیکھ کر ھوگی ، ابن مسعود رضی فرما تے ھیں آیت : "فمن یعمل .." سب سے مضبوط آیت ھے قرآن کریم میں ۔

واضح رھے کہ : اس آیت کے عموم پر علماء کا اتفاق ھے، کعب احبار کھتےھیں کہ : خدا تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دو آیات نازل کی ھیں جو تورات ، انجیل ، زبور اورصحیفوں میں موجود ھرچیز پر مشتمل ھے، وہ دو آیات یہ ھیں: "فَمَنْ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ..... وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ " نیز ابن جریر اور ابن أبی حاتم کی روایت کردہ حدیث شریف میں ھے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالی آپ پر رحمت ناز ل فرمائے : کیا قیامت کے دن میں اپنی برائی کا ایک ذرہ بھی دیکھوں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر ! تم دنیا میں جو نا خوشیاں دیکھ رہے ہو یہ برائی کے ذرہ کے وزن کا کفارہ ھیں، لیکن اللہ تمھارے لیےخیر کے ذرے کا مثقال جمع کرے گا تا کہ تم قیامت کے دن اسے پاؤ۔

سعید ابن جبیر ؓ آیت مبارک کے نزول کے بارے میں کھتے ھیں: جب آیت "ویطعمون الطعام علی حبّہ " نازل ھوئی ، تومسلمانوں کا یہ گمان تھا کہ ضرورت مندوں کو دی جانے والی چھوٹی ضرورت پر ثواب نہیں ملتا، اور کچھ لوگوں کا یہ ما ننا تھا کہ چھوٹ گناھوں پر انھیں سرزنش نہیں کی جائے گی، جیسے : جھوٹ، حرام نظر، غیبت ، وغیرہ پر ۔

اور وہ کھتےتھے: کہ اس کے سوا کچھ نہیں ھے کہ اللہ تعالی نے ھمیں صرف بڑے گناھوں کے ارتکاب سےبچنے کے لیے دوزخ کی دھمکی دی ھے، نہ کہ چھوٹے گناھوں پر! تب اللہ سبحان وتعالی نے یہ آیات نازل فرمائی ۔

حدیث شریف میں ھے کہ : جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں کی زکوۃ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالی نے اس بارے میں مجھ پر اس منفرد اور جامع آیت کے علاوہ کچھ نازل نہیں کیا ھے، "فَمَنۡ

يَّعۡمَلۡ..... وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ " اس لیے اس آیت کو جامع آیت کهاجاتاهے ، یعنی : منفرد، بے نظیر اور جامع ۔

یوم حشر کو شیطان کا فریضه :

احادیث اور روایات سےیه بات واضح هے که قیامت کا دن قائم هونے اور صور پهونکنے پر تمام موجودات ومخلوقات مرجائیں گی، اور یقینی طور پر اس جملے میں: ابلیس بهی تمام انس وجن کی طرح فنا هوجائے گا، لیکن اس کے مرنے اور نابود هونے کی کیفیت همیں معلوم نهیں هے، سوائے اس کےکه سوره "زلزله" کے عمومی مفهوم کے مطابق هم کهه سکتے هیں که: پهلے نفخه میں بهت هی هولناک اور خوفناک زلزله آئے گا که جس کے ڈر سے دوده پلانے والی عورت اپنے بچے بهول جائے گی ۔

قرآن کریم میں هے که: " قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ۷۹○ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَۙ۸۰○ اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ۸۱○" سوره ص : 79 و 81) ابلیس نے کها: :"اے میرے پروردگار! پهر مجهے اس دن تک مهلت دے جس میں یه لوگ اٹهائے جائیں گے" یعنی مجهےقیامت سے پهلے نه مارو، اور مجهے اس وقت تک مهلت دے دو ، جب تک آدم اور اس کی اولاد کو ان کے موت کے بعد دوباره زنده کیا جائے گا، خدا تعالی نے فرمایا: "مان لیا" پس بیشک تو ان لوگونمیں سے هے جنهیں مهلت دی گئی هے مقرر وقت کے دن تک " جسے میں نے مخلوق کی فنا کے لیے مقرر کیاهے۔

اس آیت میں ذکر هوا که ابلیس کے پاس ایک وقت تک فرصت هے، اس کے معنی میں علماء اور مفسرین کے دوقول هیں:

1 - ابلیس کا مقرره وقت معلوم هے، مگر اس کا علم الله هی کے پاس هے که کب اس کا انجام هوگا ۔

2 - وه وقت دوسرے نفخه تک کا هے ، یعنی لوگوں کے اٹهائے جانے کا وقت هے، ابلیس کی قیامت تک مهلت مانگنے کی وجه یه تهی که موت سے بچ جائے ، کیونکه اگر وه قیامت تک مهلت پاتاتو موت سے بچ جاتالیکن خدا نے اسے مهلت تو دی لیکن قیامت تک نهیں ، بلکه "صَعَق" کے دن تک جو تمام مخلوقات کی موت کا دن هے، "وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ فَصَعِقَ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ‌ؕ○ ثُمَّ نُفِخَ فِیۡهِ اُخۡرٰی فَاِذَا هُمۡ قِیَامٌ یَّنۡظُرُوۡنَ۶۸○" (سوره زمر: 68) ۔

(اور صور میں پهونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں میں هے اور جو زمین میں هے، سب بے هوش هوجائیں گے) یه وهی دوسرا نفخه یا

نفخه صعق هے ۔
صعق: سے مرادہے موت کا فوری واقع هونا. صور: یه صور یا سینگ هے ، جسے اسرافیل پھونکےگا اور اس کی خوفناک آواز سے زمین و آسمان کے تمام جاندار مرجائیں گے ۔

3 - اکثر علماء فرماتے هیں که "وقت معلوم" سے مراد وهی پهلا پھونک (فزع) هے که پھونکا جائے گا اور تمام مخلوق مرجائے گی ، یعنی: دوسرے پھونک کے بعد نهیں هے، کیونکه دوسرا پھونک موت کے بعد اٹھائے جانے کے لیے هے، ابن عباس کی رائے بھی وهی پهلا نفخه هے، بعض حضرات نفخه فزع اور صعق کو ایک نهیں سمجھتے، امام قرطبی کی کتاب "تذکره" میں هے که : نفخه فزع وهی صعق هے، کیونکه خوف اور دهشت ایک دوسر کے ساتھ لازم ملزم هیں، پهلے تو لوگ قیامت کی آواز کی وجه سے خوف وهراس سے دوچار هوجائیں گے، پھر اپنی جان خالق کے سپرد کردیں گے۔

لیکن قیامت میں سخت ترین عذاب اسی ابلیس کے لیے هے، کبھی بھی اس کا عذاب ختم نهیں هوگا، همیشه کے لیے الله تعالی کے سخت عذاب میں رهے گا، الله تعالی نےشیطان کو مهلت دینے کے بعدفرمایا، :" قَالَ فَالْحَقُّ ۝ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝٨٤ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝٨٥" (ص: 84 – 85)-

اسی طرح رب تعالی قسم کھاتاهے که ابلیس اور اس کے پیروکار وں کو دوزخ میں داخل کرے گا، یهاں تک که دوزخ ان سے بھر جائے ۔

قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرنے کا طریقه

مفسرین اس جسمانی حالت کے بارے میں لکھتے هیں جس میں قیامت کے دن لوگوں کا حشر هوگا: محشر کے دن لوگ ننگے پاؤں، بے لباس ، اور غیر ختنه شده اٹھیں گے، علماء اپنی دلیل صحیح مسلم اور بخاری کی حدیث سے لیتے ہیں جو که ابن عباس ؓ سے روایت هے که : رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ: « كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ "(سوره الأنبياء: 104) قیامت کے دن لوگو ں کا حشر اس حال میں هوگا که وه ننگے بدن، ننگے پیر اور ختنه کے بغیر هوں گے، پھر آپ نے اس آیت کریمه کی تلاوت کی : " كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ "جیسے که هم نے اول بار پیدائش کی تھی اسی طرح دوباره کریں گے ۔

محدثین کهتے هیں : که جب حضرت بی بی عائشه رضی الله عنها نے رسول

الله صلی الله علیه وسلم سے سناکه قیامت کے دن لوگوں کا حشر برهنه هوگا، تو انهوں نے عرض کیا : یا رسول الله ! کیا مرد او رعورت سب ایک دوسرے کو دیکهیں گے؟ رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: اے عائشه ، وه منظر اس سے زیاده خوفناک هوگا که لوگ ایک دوسر ے کی طرف دیکهیں (مشکاة المصابیح : 57/3)۔

البته بعض روایات میں یه بهی آیاهے که آدمی کو اسی کپڑوں میں اٹها یا جائے گا جو وه مرتے وقت پہنا هواتها، ابو داود ابن حبان اور حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کیا هے که جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو انهوں نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے کها که میرے لیے نئےکپڑے لے آؤ، پهر وه کپڑا پهنا، اور کهاکه میں نے رسول الله صلی الله علیه وسلم سے سنا آپ نے فرمایا:" إن المیت یبعث فی ثیابه التی یموت فیها »" سلسلة احادیث الصحیحة، (نمبر: 1671) (میت کو انهی کپڑوں میں اٹهایا جائے گا جن میں مراتها) حاکم نے اس حدیث کو بخاری اور مسلم کی شرائط کے موافق اورصحیح قرار دیاهے، امام بیهقی نے اس حدیث اور سابقه حدیث کے درمیان تین طریقوں سے تطبیق دی۔

1 - وه کپڑے جو مرتےوقت پهنے هوئے تهے، قبر سے نکلنے بعد ننگے اور برهنه بهیڑ کے سامنے کهڑے هوں گے، لیکن حشر کے بعد جنتیوں والا لباس پهنیں گے ۔

2 - جب انبیاء اور ان کے بعد صدیقین ، اور حسب مراتب دوسرے لوگ لباس پهنیں گے ، ان میں سے هرایک کا لباس وهی هوگا، جو انهوں نے مرتے وقت پهناتها، لیکن جب وه خلد بریں میں داخل هوں گے تو جنتی لباس پهنیں گے۔

3 - لباس سے مراد اعمال هیں مابعد والی حدیث کے مطابق ، یعنی هرانسان اس عمل کو انجام دینے کی حالت میں اٹهے گا مرتے وقت جس میں مشغول تها، خدا تعالی فرماتاهے: "وَلِبَاسُ التَّقْوٰىۙ○ ذٰلِكَ خَيْرٌ○" (سوره اعراف : ۲۶) " اور لباس پرهیزگاری کا سب سے بهتر هے" ، "وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۪○" (سورة المدثر: 4) " اور اپنے کپڑوں کو پاک رکهو"یعنی اعمال کو پاک رکهو۔

اپنے آپ کو آلودگیوں سے پاک رکهیں، امام بیهقی تیسرے جواب کی توجیه کے طور پر اپنے چچا کی ایک حدیث سے استدلال کرتے هیں که رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيه" (النهایه ابن کثیر: 288/1) "هرانسان اسی لباس میں اٹهایا جائے گا جس میں وه فوت هواهے، کیونکه حدیث کا مفهوم دیگر وجوهات کی بنا پر یه هے که جو شخص موت

کے وقت کفر ، ایمان ، شک یا یقین سے دنیا چھوڑ جائے تو وہ اسی حالت اور کیفیت میں دوبارہ زندہ کیا جائے گا ، اور بارگاہ الهی میں جلدی پیش هوگا، جیساکه ایک اور حدیث میں مذکور هے که انسان کو اسی عمل پر اٹھایا جائے گا جو مرتے وقت انجام دیا تھا۔

صحیح مسلم کی حدیث عبد الله بن عمر سے اس مفهوم کی تائید کرتی هے که انهوں نے کها: رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "إِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا أَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى أَعْمَالِهِمْ " (اگر الله تعالی دنیا میں کسی قوم کو سزادے انهیں عذاب اور هلاکت سے دوچار کرے، پھر انهیں اسی حالت میں زنده کرے گا) (صحیح مسلم: 2206/2 ، نمبر: 2879)۔

اگر کوئی احرام کی حالت میں وفات پائے ،تو قیامت کے دن لبیک کهتے هوئے اٹھے گا، بخاری اور مسلم حضرت عبد الله بن عباس رضؓ سے رایت کرتے هیں که ایک آدمی حج کے سفر میں رسول الله صلی الله علیه وسلم کے همراه تها ، اونٹ سے نیچے گرا اور مرگیا، رسول الله صلی الله علیه وسلم نے حکم دیا که :" اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَ كَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيا " (مشکاة المصابیح : 520/1)۔

" اسے پانی او ربیری کے پتوں سے غسل دو، احرام کے هی دوکپڑوں میں اسے کفن دو، اسےخوشبو نه لگاؤ اور نه اس کا سرچھپاؤ ، کیونکه یه قیامت کے دن لبیک کهتاهوا اٹھے گا".

شهید کو قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا که اس کے زخم سے خون رس رها هوگا ؛ خون کا رنگ توسرخ هوگا، لیکن اس سے عطرکی خوشبو اٹھے گی، مذکور ه بالا روایات کے مطابق مرنے والے مریض کو "لااله الاالله" کی تلقین کرنا مستحب هے ، تاکه توحید کی حالت میں اس کی موت آجائے اور قیامت کو اسی حالت میں اٹھایا جائے .

ملاحظه :

خدا تعال بعینه اسی مرده انسانون کو زنده کرے گا، یه پیدائش دنیا کی زندگی سے مختلف هے، ایک اهم فرق یه هے که نیا جسم بهت بلاؤں مصیبتوں کے باجود فنا نهیں هوگا، خدا تعالی فرماتاهے: " وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍؕ۰○" (سوره ابراهیم: 17) ترجمه: "اور اس کے پاس موت هرجگه سے آئے گی ، حالانکه وه کسی صورت مرنے والا نهیں"، حاکم نے عمروبن اودی سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا هے که معاذ کھڑے هوئے اور کها: "یابنی أود! إنی رسول رسول الله صلی الله علیه وسلم تعلمون المعاد إلی الله. ثم إلی الجنة أو إلی

النار، وإقامة لا ظعن فيه، وخلود لا موت فى أجساد لا تموت" (سلسلة الاحاديث الصحيحة: (1668)

یعنی: اے بنی اود ! میں رسول خدا کا قاصد ہوں، تم خدا کی طرف لوٹنے کے بارے میں جانتے ہو، اس کے بعد آخری راستہ جنت یاجهنم ہے، قیامت میں زندگی ھمیشه رهنے والی ھے، کوئی نهیں مرے گا، سب کے سب ابدیت کے لئے پیدا کئے جائیں گے ، اور موت کسی کے در پر دستک نهیں دے گی، اور جسم ایسے ہوں گے کہ انہیں موت نہیں آئے گی ۔

دونوں زندگیوں کے درمیان فرق میں سے ایسی مخلوقات کو دیکھناھے جوہم نے دنیا میں نهیں دیکھی ہوگی، یا انهیں نهیں دیکھ سکتے تھے ، کیونکه اس دن انسان، فرشتوں اور جنات کو دیکھے گا، اس کے علاوہ قیامت کے دن ایک اور فرق اور تعجبات میں سے یه ھے که جنتی کے منه میں تھوک اور لعاب نہیں ہوگا، اور اس کا پیشاب اور پاخانه بھی نهیں ھوگا، اس فرق کا یه مطلب نهیں ھے که قیامت کے دن زنده کی جانے والی مخلوق قیامت کی مخلوقات سے مختلف ھیں، جیساکه ابن تیمیةؒ کهتے ھیں: دونوں زندگیاں ایک نوع کی ھیں، اپنی صفات اور حالتوں میں یکساں ھیں، مشابهت اور مماثلت رکھتی ھیں، بعض دوسرے مواقع پر ایک دوسرے سے مشابهت نهیں رکھتیں، اسی بنا پر قیامت کو مبدأ کهتے ھیں، کیونکه هرچیز اپنی اصل اور بنیاد کی طرف پلٹے گی ، اس لئے لفظ "أعاده" مبدأ قیامت کے متقاضی ھیں (مجموع الفتاوى : 17/ 253) ۔

ملاحظه:

جنت والے خوبصورت اوربهترین شکل وصورت کے ساتھ اپنے باپ حضرت آدم علیه السلام کی شکل وصورت میں جنت میں داخل هونگے، اورکوئی شکل وصورت اتنی خوبصورت اور کامل نهیں ھے، جس شکل وصورت کے ساتھ الله تعالی نے ابوالبشر کی تخلیق کی ھے، خدانے حضرت آدم کو اپنے هاتھوں سے بنایاھے، اس کی تخلیق کی تکمیل فرماتے هوئے اس کو خوبصورت اندازمیں بنایا؛ چنانچہ جو کوئی بھی جنت میں داخل ہو وہ آدم کی صورت اور ان کےجسمانی ساخت میں ہوگا۔

خدانے آدم کو بهت بلند قد کھجور کے درخت جیسا بنایاتھا، جس کا طول ساٹھ (60) گزتھا، صحیح مسلم میں حضرت ابوهریره رضی الله عنه سے روایت ھے که آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: خدانے آدم کو اپنی صورت میں پیدا فرمایاتھا، جس کے قد کی لمبائی ساٹھ (60) گز تھی؛ لہذا جو شخص بھی جنت میں داخل هوگا تو اس شکل وصورت میں داخل هوگا ، که اس کی لمبائی ساٹھ گز هوگی ۔

آدم علیه السلام کی تخلیق کے بعد انسانوں کےقد میں همیشه کمی هوتی رهی هے - (صحیح مسلم : کتاب الجنة، باب یدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطیر : 2841)-

جنتیوں کی صورتوں اورچهروں کی خوبصورتیوں میں سے ایک خوبصورتی یه هے که وه نوجوانوں کی طرح بغیر داڑهی کے هونگے، ایسا لگے گا که انهوں نے اپنی آنکھوں میں سرمه لگایا هواہے، اور وه تینتیس ساله (33) بن کر جنت میں داخل هونگے -

مسند احمد اور سنن ترمذی میں معاذ بن جبل سے روایت هے که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نے فرمایا : (یدخل اهل الجنة جردًا مردًا کأنهم مکحلون ابناء ثلاث وثلاثین)

اهل جنت اس طرح جنت میں داخل هونگے جیسے مجرد اور بغیر داڑهی کے (بے ریش) ایسے خوبصورت هونگے، جیسے آنکھوں میں سرمه لگائے ہوئےهوں، اور 33 سال کےهونگے ، (صحیح مسلم : 7928) -

ملاحظه :

دوزخ والے بهت هی هولناک شکل وصورت میں موٹے فربه (جن کے حجم کی مقدار کا الله کے علاوه کوئی اندازه نهیں کرسکتا) دوزخ میں داخل هونگے-

حضرت ابو هریره سے ایک حدیث مروی هے (مابَینَ منکبی الکافر مسیرة ثلاثة أیام للراکب المسرع) صحیح مسلم : باب النار یدخلها الجبارون (2190/4)

قیامت کے دن کافر کا جسم اتنا بڑا هوگاکه ایک تیزگھوڑسوار تین دن میں اس کے دونوں شانوں کے بیچ کا فاصلے طے کرسکے -

کافر کے جسم کا حجم اس لئے بڑا هوگا تاکه اس کے عذاب میں اضافه هو -

امام نووی ان احادیث کی تشریح میں فرماتے هیں:یه سب اس لئے هے که ان کی اذیت آخری حد کوپهنچ جائے ، یقینًا ان سب باتوں پر ایمان لانا واجب هے، اس لئے کہ رسول صادق المصدوق صلی الله علیه وسلم نے اس کی خبر دی هے، (شرح نووی مسلم : 186/17)

ابن کثیر ان احادیث کی تشریح وتوضیح کرتے هوئے لکھتے هیں : (لیکون ذلك انکی فی تعذیبهم، واعظم فی تعبهم ولهیبهم، کمال شدید العقاب : (لیذوقوا العذاب) (نهایة: لابن کثیر)

ان کے جسم کی یه بڑھوتری زیاده عذاب چکھنے کے لئے هے، جیساکه شدید العقاب والی ذات نے فرمایا: تاکه عذاب کوچکھیں)-

عرش الٰهی کے پناه گزین

بخاری اور مسلم اپنی صحیحین میں ابو هریرهؓ سے روایت کرتے هیں که

رسول اکرم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ". (بخاري كتاب الاذان، باب «من جلس في المسجد) .

جس دن میدان حشر میں سورج کی جھلسادینے والی دھوپ میں لوگوں کو ایسی سختیوں کا سامنا کرنا پڑے گا، جن کو بلند وبالا اور مضبوط پہاڑ بھی برداشت نہیں کرسکتے، اس دن سا ت برگزیدہ گروہ الله تعالی کے عرش کے سائے تلے امن وسلامتی کے ساتھ رھیں گے، اور اس تکلیف اور خوف کو وہ محسوس نہیں کریں گے، جودوسروں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہوگی -

یه گروہ بلند همت، پکے عزم اور پخته ارادے کے حامل هیں، اسلامی عقیده ان کے خون اور گوشت میں ملاهواهے ، کیونکه اسلام کی اعلی اقدار ان پر راج کرتی تهیں ، یا وہ ایسے کاموں میں مصروف تهے جن کی اسلام کے ترازو میں بڑی اهمیت اور وزن تھا۔

1 - ان لوگوں میں سے ایک امام عادل هے، جس نے اپنی طاقت اور بهت سے وسائل کے باوجود فساد سے دوری اختیار کی، اور لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤکیا، عدل کو شرعی معیارات اور اصولوں کے مطابق نافذ کرتارہا۔

2 - دوسرا نوجوان جس کی پرورش خدا کی بندگی میں هوئی هو، اور اس نے نفس اماره کو تقوی کے لگام سے نکیل دی هو، اور اپنے نفس اور خواهشات کی بات ماننے سے انکار کردیا، اور اپنی عمر گناهوں میں آلوده کرکے نہیں گزاری -

3 - وہ گروہ جو اطاعت اور بندگی کے ساتھ خدا کی مسجدوں کو آباد کرتے هیں، اور اپنی روحانی فضا میں سکون اور اطمینان محسوس کرتے هیں، اور جب مساجد سے نکلتے هیں تو ان کی روح اور توجه مسجد کی طرف هوتی هیں۔

4 - وہ لوگ جو ایک دوسرے سے محبت صرف خدا کی خاطر کرتے هیں اور ان کی اخوت صرف خدا کے لیے هے، ان کا جمع هونا ایک ساتھ نیکی ، تقوی اور اصلاح هے، اور ان کی جدائی بهی نیکیوں پر مبنی هوگی۔

5 - وہ گروہ بھی کہ گناہ اور فتنه کے مواقع خوبصورت عورت کی شکل میں انہیں میسر ہوتے ہیں ، لیکن تقوی اور الله کا خوف انهیں خدا کی مرضی کے خلاف کام کرنےنهیں دیتی .

6 - وہ گروہ جو صرف خدا کی رضا کے لیے خرچ کرتے هیں، اور یہ انفاق سب سے پوشیدہ طریقے سے هوتاهے.

7 - سب سے آخری گروہ ان لوگوں کا هے کہ جن کے دل خوف خدا سے بھرے هوئے هیں، اور اس خوف اور ڈر کی وجہ سے تنهائی میں آنسو بهاتے هیں -

زلزلہ کو د فع کرنے کی خاطر نماز پڑھنا

پهلی بات یه هے که شریعت میں زلزلے کو دفع کرنے یا روکنے کے لیے کوئی نماز موجود نهیں هے، اور ایسی کوئی حدیث بھی نبی صلی الله علیه وسلم سے ثابت نهیں هے کہ صلاة کسوف کے علاوہ دفع مصائب جیسے: زلزله، طوفان وغیرہ کے لیے نماز پڑھی جائے ، اس لیےعلماء صلاة کسوف اور خسوف کے علاوہ دوسری چیزوں کے لیے نماز کو جائز نهیں سمجهتے ، لیکن بعض فقهاء ابن عباسؓ کی روایت سے استدلال کرتے هوئے کہتےهیں که: (جس طرح کسوف کے لیےنماز پڑھتے هیں)اسی طرح الله تعالی کی دیگر نشانیوں جیسے زلزله، طوفان ، اور سیلاب وغیرہ میں سے کوئی نشانی ظاهر هونے کی صورت میں نماز پڑھنا مستحب هے، ابن عباسؓ کی روایت اس طرح هے: "أنه صلى فى زلزلة بالبصرة كصلاة الكسوف، ثم قال: هكذا صلاة الآيات" (ابن عباسؓ نے شهر بصره میں زلزله کی وجه سے نماز کسوف جیسی نماز پڑھائی ، اور کها: نشانیوں کی نماز ایسی هوتی هے) -

اس روایت کو ابن ابی شیبه نے (2/ 472) میں ، اور عبدالرزاق نی (3/ 101) میں ، اور بیهقی نے "السنن الکبری: 243/3) میں ذکر کیاهے ، بیهقی نے کها:یه عمل ابن عباسؓ سے ثابت هے، حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: 2/ 521) اسے صحیح کهاهے -

علامه کاسانی حنفی فرماتے هیں که: خوف کے وقت نماز پڑھنا مستحب هے، جیسے: سخت هوا، زلزله اور اندهیرا (دن کے وقت) او ر مسلسل بارش، کیونکه یه سب خوف هیں، اور خوف وهراس کا سبب بنتے هیں (بدائع الصنائع : 282/2) -

اور کتاب "منح الجلیل شرح مختصر خلیل" (333/1) جو که مالکیه کی کتابوں میں سے هے ، اس میں مذکور ہے که : "زلزله اور دیگر ڈرانے والی نشانیاں جیسے: وبا اور طاعون کی نماز مستحب ہے، جماعت کی صورت میں دور کعت یا اس سے زیادہ ، البتہ حنابله صرف زلزله کی نماز کو مستحب

سمجھتے ھیں، اور وه بھی ابن عباس کی روایت کی روسے، اس کے علاوه کو جائز نهیں سمجھتے : "کشاف القناع" (66/2)۔

کتاب : "التمهيد لما فی الموطأ من المعانی والأسانيد" (318/3) میں آیا ھے که : " امام مالک ، امام شافعی زلزله اندھیرا (دن کے وقت) اور شدید آندھی چلنے کی صورت میں نماز پڑھنے کے قائل نهیں تھے، جبکه اھل علم کی ایک جماعت جس میں: امام احمد، اسحاق اور ابوثور شامل ہیں ایسے مواقع پر نماز پڑھنے کے قائل تھے، ابن عباس ؓسے مروی ھے که انھوں نے زلزله کے وقت نماز پڑھی ھے، اور امام ابوحنیفه نے کها: اگر کسی نے نماز پڑھی تو بهتر ھے، اور اگرنهیں پڑھی تو کوئی قباحت نهیں ھے ۔

مؤلف مزید لکھتے ھیں که: نبی کریم صلی الله علیه وسلم سے کچھ بھی ذکر نهیں ھواھے که آپ کےزمانے میں زلزله آیاھو اور اس بارے میں آپ کا کوئی عمل ثابت ھو، سب سے پهلا زلزله عهد اسلام میں حضرت عمر ؓکی خلافت کے زمانے میں آیا تھا ، حماد بن سلمه قتاده، عبد الله بن حارث سے روایت کرتے ھیں که شهر بصره میں زمین ھل گئی، ابن عباس رض نے کهاکه: الله کی قسم مجھے نهیں معلوم که زمین میں زلزله آیا یا میرے پاؤں کی نیچے کی زمین ھل گئی؛ لهذا کھڑے ھوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز کسوف ادا کی۔

امام نووی نے المجموع (61/5) میں کهاھے که : امام شافعی اس بات کے قائل تھے که آیات یعنی الله کی نشانیوں کی نماز انفرادی طور پر بغیر جماعت کے گھر میں پڑھ سکتے ھیں ، اور شیخ الاسلام ابن تیمیه کا یه ماننا تھا که الله کی نشانیوں میں سے کسی بھی نشانی کے وقوع کے وقت نماز پڑھنا مشروع ھے ، کهتے ھیں که: اور نماز کسوف (کی طرح) ھرنشانی جیسے زلزله اور اس کے علاوه کےلیےنماز پڑھی جاسکتی ھے ، یه قول ابوحنیفه ، ایک روایت احمد اور حنابله ک محققین اور دوسروں کا ھے (الفتاوی الکبری) (358/5) شیخ ابن عثیمین کسوف اور خسوف کے علاوه کےلیے نماز پڑھنے کے بارے میں کهتے ھیں که: علماء کے اس بارے میں قول ہیں :

قول اول: کسی بھی نشانی کے لیے نماز نهیں پڑھی جائے سوائے زلزله کے ، ان کا کهنا ھے که: بنی کریم صلی الله علیه وسلم کے زمانے میں ھوا، طوفان اور شدید بارشیں ھوئی تھیں ، لیکن ان چیزوں کیلیے نماز نهیں پڑھی گئی، البته زلزله کے متعلق ابن عباس اورعلی بن أبی طالب رضی الله عنهما کی روایت سے استدلال کرتے ھیں که انھوں نے زلزله کےوقت نماز پڑھی تھی ، تو ان کی دلیل صحابی کا عمل ھے .

دوسرا قول: صرف سورج اور چاند گرہن کے لیے نماز پڑھی جاتی ھے ؛

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصَلُّوا"، یعنی : "جب بھی سورج یا چاند گرہن ہوجائے نماز پڑھو" ، (متفق علیہ) ان دونوں کے علاوہ "ہولناک" نشانیوں میں سے کسی کے لیے بھی نماز نہیں پڑھی جاتی ابن عباس کا عمل ان کا ذاتی اجتہاد تھا ۔

تیسرا قول: ہر ہولناک نشانی کے لیے نماز پڑھی جائے۔ ان کی پہلی دلیل ہے:

1 - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی عمومیت ہے : "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، يُخَوِّفُ اللهُ بِهِمَا عِبَادَهُ" ، (بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں ، جن کے ذریعے اللہ تعالی اپنے بندوں کو ڈرا تاہے، (مسلم : 9111) انہوں نے کہا: جس نشانی میں خوف وہراس ہو ، ا س کے لیے نماز پڑھی جا سکتی ہے ۔

2 - بعض نشانیوں میں اتنا خوف وہراس پیدا ہوتاہے کہ سورج گرہن سے زیادہ سخت ہوتا ہے ۔

3 - ابن عباس ؓ اور علی ؓ کے عمل سے جو کچھ منقول ہے ، اس سے معلوم ہوتاہے کہ نماز صرف چاند گرہن کے لیے نہیں ہےبلکہ ہروہ چیز جس سے خوف پیدا ہو اس کے لیے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

4 - اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آندھی، کھڑک اور بجلی وغیرہ ہوتی تھی اور آپؐ نماز نہیں پڑھتے تھے ، تو یہ ہمارے قول کے خلاف دلیل نہیں ہے ، ہوسکتاہے کہ وہ عام سی ہوا ہو، جس کے لوگ عادی ہوں، لوگوں کے لیے خوفناک نہ ہو، یہ درست ہے کہ بعض بجلیاں بہت بری اور خوفناک ہوتی ہیں، لیکن نبی ؐ کے دور میں بجلیاں اتنی خوفناک تھی بھی یا نہیں ؟ کون ثابت کرسکتاہے کہ ایسا تھا ؟ یہ تیسری رائے شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ کی ہے جو کہ راجح بھی ہے ، (الشرح الممتع :193/5) (خلاصہ کے ساتھ)۔

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com